پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد

تقلید شوق یا ضرورت؟

۱۔ تقلید ہر انسان کی ضرورت ہے، ہر مسلمان کی ضرورت بھی ہے، اس کے بغیر چارہ نہیں... تعلیم و تہذیب اور تمدن میں ہر قسم کی ترقیاں اسی کی مرہون منت ہیں، تقلید کی ضرورت نہ ہوتی تو قرآن حکیم کافی تھا، حیات پاک کا عملی نمونہ تقلید کی اہمیت پر گواہ ہے، تقلید کا حکم تو قرآن میں بھی ہے۔(۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> میں نے تمھارے اندر دو چیزیں چھوڑیں، ایک اللہ کی کتاب دوسری اس کے رسول کی سنت، جب تک ان دونوں کو تھامے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔(۲)

۲۔ قرآن حکیم عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوگیا تھا، عہد صدیقی میں کتاب ہوا، عہد عثمانی میں مختلف علاقوں میں پھیلا دیا گیا(۳) بلکہ عہد فاروقی ہی میں دور دراز علاقوں میں پھیل چکا تھا۔(۴)

۳۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم اور اس اختیار کی روشنی میں جو قرآن حکیم ہی نے آپ کو عطا فرمایا تھا(۵) مختلف علاقوں میں دستاویزی صورت میں احکام ارسال فرمائے(۶)

(۱) قرآن حکیم، سورہ نسا، آیت نمبر ۱۲۵، سورہ نحل، ۱۶ آیت نمبر ۱۲۳

(۲) مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج ۱، ص ۸۳ (۱۳۰۱ مصر)

(۳) محمد بن اسماعیل بخاری، بخاری شریف، ج ۳، ص ۴۳، ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج ۹

(۴) جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص: ۹۔۴۵، مطبوعہ کراچی

(۵) ابن حزم، کتاب الفصل والملل والاھوا والنحل، قاہرہ، ج ۲، ص: ۷۸

(۶) قرآن حکیم، سورہ حشر، آیت نمبر ۷

☆ جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہو اسے ترجیح حاصل ہوگی ☆

صحابہ کرام نے ان کو محفوظ رکھا اور ذاتی طور پر احادیث شریفہ کی حفاظت فرمائی، کیوں حفاظت نہ فرماتے کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اس قسم کے بہت سے صحائف (مجموعے) موجود تھے، مثلاً صحیفہ صدیقی، صحیفہ علوی، صحیفہ سمرہ، صحیفہ صادقہ، صحیفہ صحیحہ(۷) (قبل ۵۸ھ) وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ ہر صحابی کا یہ منصب نہ تھا کہ وہ از خود قرآن و حدیث کی روشنی میں فتوے دیتا یا فیصلے کرتا، کبار صحابہ نے یہ فرض ادا کیا، خلفائے راشدین اور صحابہ کے فیصلے اور فتوے بھی جمع کیے گئے، چاروں خلفاء کے فیصلے شائع ہو چکے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوے بیس ۲۰ جلدوں میں مرتب ہوئے تھے۔ (۸)

۵۔ قرآن حکیم(۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دین کی سمجھ رکھنے والے ہی قرآن کو سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں(۱۰) ہر کس و ناکس یہ سمجھ نہیں رکھتا کہ قرآن و حدیث سے مسائل نکالے اور فیصلے دے، اسی لیے قرآن کریم میں علم اور علم والوں کا ذکر کیا گیا ہے(۱۱) اور حکمت و فقاہت والوں کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے(۱۲) تاکہ دین سے بیگانہ کوئی پڑھا لکھا دین میں مداخلت نہ کرے اور یہ بات قرآن حکیم ہی کے ساتھ مخصوص نہیں، ہر کتاب کو سمجھنے کے لیے

---

(۷) بن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ، ج۱ص:۱۷، ابن حجر عسقلانی، الاستیعاب لاسماء الصحابہ، ج:۲: ص:۴۳۷

نوٹ: (۱) ڈاکٹر محمد حمید اللہ (مقیم پیرس) نے اپنی تالیف، الوثائق السیاسیہ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ (مطبوعہ عصر) میں دو سو ۲۰۰ سے زیادہ دستاویزات نقل کی ہیں۔ پھر نئے اڈیشن میں چالیس ۴۰ دستاویزات کا اور اضافہ کیا ہے (۲) محمد بن فرح المعروف بابن الطلاع الاندلسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر مشتمل ایک مجموعہ "اقضیۃ الرسول" مرتب کیا، جس کے اردو ترجمہ کو مدینہ یونیورسٹی، مدینہ منورہ کے ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے مدون کیا ہے اور دائرہ معارف اسلامیہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ یہ ۷۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مسعود

(۸) مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۶۵۱، ۶۸۲، ۶۹۳، جامع البیان ج:۱ص۴۷

نوٹ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد حضرت ہمام بن منبہ بن کامل بن شیخ السجانی الصعانی الانباوی کے لیے مرتب فرمایا تھا جو "صحیفہ ہمام بن منبہ" کے نام سے حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ مشہور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ (مقیم پیرس) نے اس کو مدون کیا اور اس پر فاضلانہ مقدمہ تحریر فرمایا۔ صحیفۂ صحیحہ کو محدثین نے اپنی اپنی مسانید، جوامع اور صحاح میں شامل کیا ہے۔ مسعود

(۹) حافظ ابن قیم، الوابل الصیب ص:۷۸

(۱۰) قرآن حکیم، سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۲۳، سورہ نساء آیت نمبر ۸۳

(۱۱) قرآن حکیم، سورہ عنکبوت، آیت نمبر ۴۳، سورہ شعراء آیت نمبر ۱۹۷، سورہ فاطر، آیت نمبر ۲۸

(۱۲) قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۵۹، بخاری شریف، ج:۱:۷، ص:۲۴

☆ ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔☆

اس کے اہل کی ضرورت ہوتی ہے، ہر زباں داں اس کو سمجھنے کا دعویٰ نہیں کرسکتا، کتاب سمجھنے کے لیے صرف زبان ہی کافی نہیں، اس کے علاوہ بھی بہت کچھ چاہیے۔

۶۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد کبار صحابہ کی تقلید کی، انھیں کی تقلید تابعین نے بھی کی، پھر تبع تابعین نے کبار تابعین کی تقلید کی، اس کے بعد ائمہ اربعہ کی تقلید کا سلسلہ شروع ہوا اور تسلسل برقرار رہا، حتیٰ کہ تقلید کا یہ عمل اپنی انتہا کو پہنچا۔ یہ حقیقت بھی قابل توجہ ہے کہ ائمہ حدیث بھی مقلد تھے، چناں چہ امام بخاری، شافعی تھے، ابن ماجہ، مالکی تھے، امام طحاوی، حنفی تھے، ابن تیمیہ و ابن قیم حنبلی تھے، شاہ ولی اللہ، حنفی تھے وغیرہ وغیرہ۔ اور ائمہ اربعہ کی یہ تقلید بھی اس لیے کی گئی کہ وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب اور بہت قریب ہیں، قریب کا مشاہدہ دور والے سے ہمیشہ زیادہ بہتر اور صحیح ہوتا ہے، کوئی معقول انسان قریب والوں کو چھوڑ کر دور والوں کی بات نہیں مانتا۔

۷۔ جن ائمہ اربعہ کی عالم اسلام تقلید کرتا ہے ان کا مبارک عہد پہلی صدی ہجری سے لے کر تیسری صدی ہجری تک ہے، امام ابوحنیفہ ۸۰ھ سے قبل یا ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ء میں انتقال فرمایا۔ امام مالک نے ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔ امام شافعی نے ۲۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔ امام احمد بن حنبل نے ۲۹۱ھ میں انتقال فرمایا۔ گویا ائمہ اربعہ کا تعلق اس مقدس زمانے سے تھا، جس کو ''خیر القرون'' کہا جاتا ہے اور جس کی فضیلت حدیث شریف میں آئی ہے(۱۳) اس فضیلت سے کسی کو انکار نہیں۔

۸۔ ائمہ اربعہ نے قرآن کریم، حدیث کے ذخیروں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتووں اور فیصلوں کو سامنے رکھا اور اس دانائی حکمت سے کام لیا، جس کا قرآن کریم(۱۴) میں ذکر کیا گیا ہے اور اس سلیقے سے سب کچھ سیکھا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا(۱۵) یہ سمجھنا کہ ائمہ اربعہ احادیث سے غافل تھے اور من مانی پر عمل کیا کرتے

(۱۳) مشکوٰۃ شریف، کتاب المناقب، باب مناقب صحابہ، حدیث نمبر۴

(۱۴) قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۶۹، ۱۵۱، سورہ آل عمران، آیت نمبر۱۶۴، سورہ نساء آیت نمبر۱۱۳، سورہ نحل، آیت نمبر ۱۲۵

(۱۵) سنن ابوداؤد، لاہور، پارہ نمبر۲۳، باب نمبر۱۷، حدیث نمبر ۱۹۶

تھے، غیر مؤرخانہ اور طفلانہ خیال ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر مسئلے پر غور کیا جاتا ہے، جبھی حل سامنے آتا ہے۔ ائمہ اربعہ و مجتہدین نے بھی قرآن وحدیث میں غور وفکر فرمایا اور ہمارے ہزاروں مسائل حل فرمائے۔ اب اس غور وفکر کو ''من مانی رائے'' سے تعبیر کرنا ایک ایسا ظلم ہے، علم و دانش کی تاریخ میں جس کی مثال نہیں ملتی اور ایک ایسا الزام و بہتان ہے، عقل و دانائی کی تاریخ میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔

۹۔ بعض صحابہ صرف محدث تھے، بعض محدث بھی تھے اور فقیہ بھی، بعض تابعین صرف محدث تھے، بعض محدث بھی تھے اور فقیہ بھی، بعض تبع تابعین صرف محدث تھے، بعض محدث بھی تھے اور فقیہ بھی، محدث کا فقیہ ہونا ضروری نہیں، فقیہ کا محدث ہونا ضروری ہے، محدثین، نقد و جرح کے بعد احادیث جمع کرتے ہیں، مجتہدین و فقہاء انھیں احادیث سے مسائل کا استنباط و استخراج کرتے ہیں۔ ائمہ مجتہدین سے انکار کرنا ایک روشن حقیقت سے انکار کرنا ہے۔ اس حقیقت کو ایک مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے جو بات ذہن نشین کرنے کے لیے پیش کی جارہی ہے۔ اس کا قرآن و حدیث کی عظمتوں سے کوئی تقابل نہیں۔ غور فرمائیں! امراض جسمانیہ کے علاج کے لیے جڑی بوٹیاں جمع کرنے والی ایک جماعت ہے، ان کے خواص دریافت کرنے والی دوسری جماعت ہے، ان سے مختلف شکلوں میں ادویات بنانے والی تیسری جماعت ہے، امراض کی تشخیص اور ادویات کو تجویز کرنے والی چوتھی جماعت ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ سوائے پہلی جماعت کے جڑی بوٹیوں کو سب نے چھوڑ دیا، اس لیے ہم سب کو چھوڑ کر وادیوں اور صحراؤں میں خود جڑی بوٹیاں تلاش کریں گے، خود ہی خواص دریاف کریں گے، خود ہی آپ اپنا علاج کریں گے تو ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا فیصلہ کریں گے؟ کیا اس طرز عمل کو معقولیت سے تعبیر کریں گے؟...عہد نبوی سے احادیث کا تحریری سرمایہ مسلسل منتقل ہوتا چلا آیا۔ ہاں کتابی صورت میں مدون نہ ہوا تھا، پھر یہ اہم کام بھی ہوگیا، غالبًا سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کا مجموعہ احادیث کتابی صورت میں مدون ہوا، جس کا نام ''کتاب الآثار'' رکھا گیا(۱۶) پھر امام مالک نے مؤطا(۱۷) مرتب کی،

---

(۱۶) کتاب الآثار (براویت امام ابو یوسف) کتاب الآثار (بروایت حسن بن زیاد) کتاب الآثار (بروایت امام محمد) کتاب الآثار (بروایت زفر بن ہذیل)

(۱۷) دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ج ۱۸: ص ۳۷۲

اس کے بعد امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد (م ۔۱۸۹ھ) نے موطا مرتب کی، پھر ائمہ حدیث، حدیث کے تحریری سرمایہ کو مسلسل مرتب کرتے رہے۔ چناں چہ امام احمد بن حنبل (م۔۲۴۱ھ) نے مسند مرتب کی (۱۸) امام بخاری (م۔۲۵۶ھ) نے صحیح بخاری، امام مسلم (م۔۲۶۱ھ) نے صحیح مسلم، ابن ماجہ (م۔۲۷۳ھ) نے سنن ابن ماجہ، امام ترمذی (م۔۲۷۹ھ) نے جامع ترمذی، امام نسائی (م۔۳۰۳ھ) نے سنن نسائی، امام طحاوی (م۔۳۲۱ھ) نے شرح معانی الآثار وغیرہ وغیرہ۔ یہ کہنا کہ حدیث کا سرمایہ دو تین سو برس کے بعد وجود میں آیا، تاریخی نقطۂ نظر سے سراسر لغو ہے، ہر کام ابتدائی مدارج طے کر کے اپنے عروج کو پہنچتا ہے، یہ ایک فطری عمل ہے، جس کو نظر میں رکھنا چاہیے۔ محدثین نے جو احادیث جمع فرمائیں۔ یہ وہی احادیث تھیں، جن کو سامنے رکھ کر ائمہ مجتہدین نے مسائل کا استخراج و استنباط کیا۔

۱۰۔ امام ابوحنیفہ، ائمہ اربعہ اور تابعین میں بعض خصوصیات کی وجہ سے نہایت ممتاز تھے، آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت فرمائی، کبار صحابہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فیض یافتگان سے آپ نے فیض حاصل کیا(۱۹) صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عن (م۔۹۳ھ) حضرت عبدالہ بن حارث رضی اللہ عنہ (م۔۹۷ھ) حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ (م۔۸۹ھ) آپ کے استاد تھے(۲۰) آپ کے اساتذہ ہزار سے زیادہ ہیں۔(۲۱)

۱۱۔ اسلامی حکومت کا دائرہ جس سرعت سے پھیل رہا تھا اور جس سرعت سے نئے نئے مسائل سامنے آ رہے تھے، اسی سرعت سے مجتہدین کرام نے فقہ کی تدوین کی اور عالم اسلام کی ایک بڑی مشکل حل کر دی، امام ابوحنیفہ نے ایک بورڈ تشکیل دیا، جس میں ہر فن کے ماہرین موجود تھے، کیوں کہ قرآن و حدیث فہمی کے لیے صرف زبان عربی جاننا کافی نہیں مختلف

---

(۱۸) مسند امام احمد بن حنبل، (۱۸ مسائید کا مجموعہ جس کو از سر نو مرتب کر کے مصر سے بیس جلدوں میں شائع کر دیا گیا ہے)

(۱۹) علامہ بیاضی، اشارات المرام ص: ۲۰ ابوزہرہ مصری، حیات امام ابوحنیفہ ص ۲۷۵

(۲۰) حافظ ذہبی، تذکرہ الحفاظ ج: ۱ص: ۷۶۔۷۹

(۲۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج ۲۲ص: ۱۰۸

موجودہ اور آئندہ آنے والے مسائل پر بحث و مباحثہ اور غور وفکر ہوا اور اس غور وفکر کے نتیجے میں تراسی ہزار مسائل کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا گیا(۲۲) قانون شریعت کا یہ عظیم مجموعہ ۱۱۴ھ سے قبل مرتب ہوگیا تھا۔ امام ابوحنیفہ کا یہ عظیم علمی کارنامہ ہے اور امت مسلمہ پر عظیم احسان ہے۔ تراسی ہزار مسائل پر مشتمل قانون شریعت کے مرتب ہونے کے بعد امام ابوحنیفہ نے بورڈ کے اراکین اور ایک ہزار مخصوص طلبہ کے سامنے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کے مندرجہ ذیل نکات عالم اسلام کے ججوں، منصفوں، قاضیوں، مفتیوں کے لیے مشعل راہ ہیں، ان نکات میں مومنانہ فراست بھی ہے اور مدبرانہ وحکیمانہ بصیرت بھی، ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) میں تم کو اللہ کی قسم اور اس علم کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس علم کو کبھی رسوا نہ کرنا۔

(ب) قضا کا عہدہ (ججی یا منصفی کا عہدہ) اس وقت تک درست ہے جب تک قاضی (جج یا منصف) کا ظاہر وباطن پاک ہو۔

(ج) تم میں جو اس عہدے کو قبول کرے وہ اپنے اور عوام کے درمیان رکاوٹیں پیدا نہ کرے۔

(د) ہر حاجت مند کی تم تک رسائی ہو۔

(ھ) امیر و حاکم اگر مخلوق خدا کے سامنے غلط رویہ اختیار کرے تو قاضی (جج یا مصنف) اس سے باز پرس کرے۔(۲۳)

۱۲۔ اس میں شک نہیں کہ امام ابوحنیفہ، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ تھے۔ قرآن کریم میں سورہ جمعہ کی آیات نمبر۲،۳ جب نازل ہوئی، جس میں فرمایا گیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ''مستقبل میں آنے والوں کو بھی پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں'' تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان آنے والوں کے بارے میں دریافت کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا، پھر عرض کیا، جواب نہ ملا، پھر عرض کیا، جواب نہ ملا، پھر عرض کیا تو

---

(۲۲) ذیل الجواہر، ج ۲ ص: ۴۷۲

(۲۳) معجم المصنفین ج ۲ ص: ۵۵

راز سے پردہ اٹھایا اور امام ابوحنیفہ کی طرف واضح اشارہ فرمایا۔(۲۴)

ان شاء اللہ اس کی تفصیل بسیط مقالے میں پیش کی جائے گی، محدثین میں جلا الدین سیوطی علیہ الرحمہ (م۔۹۲۱ھ) اور شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ(۲۵) (م۔۱۱۷۶ھ) نے اس حدیث شریف کا مصداق امام ابوحنیفہ کو قرار دیا ہے امام طحاوی(۲۶) (م۔۳۲۱ھ) اور ابن حجر ہیثمی (۲۷) (م۔۹۷۳ھ) نے امام ابوحنیفہ کو تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرار دیا ہے، قرآن حکیم میں لفظ ''حنیف'' آیا ہے(۲۸) دین حنیف (۲۹) مسلم حنیف (۳۰) اور حنفاء(۳۱) بھی آیا ہے۔

۱۳۔ ابن خلدون نے چھ سو برس پہلے(۳۲) امیر خسرو نے سات سو برس پہلے، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے چار سو برس(۳۳) پہلے، عالم اسلام بالخصوص برصغیر میں اہل سنت و جماعت اور حنفیوں کی اکثریت کا ذکر کیا ہے، دور جدید کے فاضل ڈاکٹر صبحی محمصانی نے احناف کو روئے زمین کے مسلمانوں کا دو تہائی قرار دیا ہے(۳۴) یعنی تاریخی طور پر احناف کو ملت اسلامیہ کا سواد اعظم تسلیم کیا ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دعا کی کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو، اللہ نے دعا قبول فرمائی(۳۵) میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی(۳۶) آپ نے فرمایا جماعت کی پیروی کرو(۳۷) اور فرمایا، سواد اعظم

---

(۲۴) بخاری شریف، ج ۲، ص: ۹۷۳، حدیث نمبر ۸۸۹، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء

(۲۵) مکتوبات شاہ ولی اللہ، ص ۱۶۸ (۲۶) درمختار، مطبوعہ دہلی، ص ۴۵

(۲۷) ابن حجر ہیثمی، الخیرات الحسان، ص:۶

(۲۸) حنیف کے معنی سیدھا، اسلامی احکام پر عمل پیرا (المنجد، ص: ۲۴۳) نیز مائل بہ حق، دین کا سچا، باطل سے امر حق کی طرف آنے والا (لغات کشوری، لکھنو، ص:۱۶)

(۲۹) قرآن حکیم، سورہ روم، آیت نمبر ۳۰

(۳۰) قرآن حکیم سورہ آل عمران، آیت نمبر ۹۵ (۳۱) قرآن حکیم، سورہ بینہ، آیت نمبر ۵

(۳۲) مقدمہ ابن خلدون، ص ۲۶۹

(۳۳) احمد سرہندی، رد روافض، لاہور ۱۹۹۲ء ص: ۹ مکتوبات شریف، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۵۵

(۳۴) ڈاکٹر صبحی محمصانی، فلسفہ شریعت اسلام ص: ۴۸

(۳۵) مسند احمد بن حنبل ج: ۶ ص: ۳۹۶، علی ہیثمی، مجمع الزوائد، باب اجماع، ج:۱، ص: ۱۷۷

(۳۶) مشکوۃ شریف، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ ج:اص: ۸۰

(۳۷) ایضاً، ج: اص: ۸۴ (۳۷) ایضاً، ج: اص: ۸۴

(۳۸) ایضاً، ج:۱، ص: ۸۴ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب السواد الاعظم، ص ۳۰۳

(۳۷) ایضاً، ج: اص: ۸۴

(جماعت کثیر) کی پیروی کرو(۳۸) یہ بھی فرمایا، جماعت اور عام مومنین کی پیروی کرو(۳۹) یہ بھی فرمایا، جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے(۴۰) امیر شکیب ارسلاں نے حسن المساعی کے حاشیے میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت ابو حنیفہ کی پیرو ہے، خود غیر مقلد حضرات میں نواب صدیق حسن خاں، مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی یہی لکھا ہے اور غیر مقلد عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے غیر مقلدین کو ''آٹے میں نمک کے برابر'' قرار دیا ہے(۴۱) اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ کو جو قبولیت عامہ عطا فرمائی وہ وہی مقبولیت ومحبوبیت ہے، جو وہ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے اور جس کا حدیث شریف میں بھی ذکر ہے(۴۲)... جو ان مقبول و محبوب بندوں سے لڑائی مول لیتا ہے ان سے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وہ مجھ سے جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔(۴۳)

کون ایسا بدنصیب انسان ہوگا جو اللہ سے جنگ کے لیے تیار ہو؟

۱۴۔ جماعتی شکل میں ائمہ اربعہ سے بیزاری اور تقلید سے فرار کا رجحان دور غلامی کی یادگار ہے اور یہ انکار و بیزاری بھی مخصوص نفوس قدسیہ سے ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس بیزاری اور فرار کی اصل وجہ سیاسی ہے، مذہبی نہیں۔ اس قیاس وگمان کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ لاہور میں اہل حدیث کے ہیڈ کوارٹر سے اہل قرآن کی تحریک نے جنم لیا، یہ انکشاف اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے فرمایا ہے: (اشاعۃ السنۃ ج ۱۹، شمار ۸، ص :۲۵۲) آپ خود غور فرمائیں کہاں اہل حدیث اور کہاں اہل قرآن! ان دونوں تحریکوں نے مسلمانوں کے اتحاد کو متاثر کیا، اس لیے بعض دانشوروں کا خیال ہے کہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے یہ ایک سازش ہے، نابلس کے جج اور محکمہ انصاف کے وزیر یوسف اسماعیل نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے۔ (شواہد الحق، لاہور ۱۹۸۸: ص :۴۹) جیسا

(۳۸) ایضاً، ج:۱، ص :۸۴ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب السواد الاعظم، ص ۳۰۳

(۳۹) مشکوۃ شریف، کتاب الایمان، باب الاعتصام ج:۱ص، ۸۴

(۴۰) ایضاً، ج :۱، ص ۸۰

(۴۱) ترجمان وہابیہ، ص :۱۰ اشمع توحید:۴۰ اشاعۃ السنۃ، ج : ۷، شمارہ ۱۲، ص:۳۷۰

(۴۲) (ا) بخاری شریف، کتاب الادب، ج ۲، ص :۸۹۲ (ب) مسلم شریف کتاب البر والصلہ، ج ۲ ص:۳۳۱

(۴۳) ریاض الصالحین بحوالہ بخاری شریف، باب علامات حب اللہ تعالیٰ العبد

کہ عرض کیا گیا تقلید کے بغیر چارہ نہیں، کیوں کہ وہ انسان کی ضرورت ہے، غیر مقلدین بھی تقلید کے لیے مجبور ہیں، خود غیر مقلد عالم نواب وحید الزماں صاحب اپنے مسلکی ساتھیوں سے پوچھتے ہیں:

> ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ بھائیو! ذرا غور کرو اور انصاف کرو، جب تم نے ابوحنیفہ، شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ یا ابن قیم اور شوکانی، جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت؟ (۴۴)

۱۵۔ تاریخ اسلام میں ''اہل حدیث'' نام کا کوئی فرقہ نہیں ملتا، یہ لفظ صرف اور صرف ماہرین حدیث کے لیے مخصوص تھا۔ چوں کہ غیر مقلدین نے یا تو انگریزوں کی امداد و اعانت سے اپنی حکومت قائم کی (۴۵) یا برصغیر میں انگریزوں کی حکومت قائم کرنے میں ان کی پوری پوری مدد کی (۴۶) اس لیے عالم اسلام بالخصوص برصغیر کے مسلمان ان سے نفرت کرتے تھے (۴۷) اور ان کو ''وہابی۔ کہتے تھے۔ یہ حضرات مسلم حکومت کے مقابلے میں انگریزی حکومت کو رحمت سمجھتے تھے (۴۸) انھوں نے انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز حاکموں کو اپنی وفاداریوں کی یاد دلاتے ہوئے درخواست کی کہ ان کو ''وہابی'' کے بجائے ''اہل حدیث'' کہا جائے (۴۹) اور اس سلسلے میں نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔ چناں چہ درخواست منظور ہوگئی اور نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا (۵۰) ان حقائق کی تائید اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی

---

(۴۴) محمد حلیم چشتی، حیات وحید الزماں، کراچی، ص ۱۰۲

(۴۵) زمیندار (لاہور) شمارہ ۶ فروری ۱۹۲۲ زمیندار (لاہور) شمارہ ۷ فروری ۱۹۲۲ زمیندار (لاہور) شمارہ ۱۰ فروری ۱۹۲۲

(۴۶) اشاعۃ السنۃ لاہور، شمارہ ۹، ج ۸ ص ۲۶۲ (۴۷) سیاست (لاہور) شمارہ ۱۹ فروری ۱۹۲۵

(۴۸) مقالات سرسید (مرتبہ اسماعیل پانی پتی) حصہ نہم، ص ۱۲۔۲۱۱ لاہور ۱۹۶۱

(۴۹) اشاعۃ السنۃ ا ج: ۱۱، شمارہ ۲ ص: ۶۹

(۵۰) (ا) بحوالہ خط نمبر ۱۲۷، مورخہ ۱۵، اگست ۱۸۸۸ء (حکومت مدراس کو ارسال کیا گیا) (ب) بحوالہ خط نمبر ۱۵۶، مورخہ ۴ مارچ ۱۸۹۰ء (حکومت بنگال کو ارسال کیا گیا) (ج) بحوالہ خط نمبر ۳۸۶، مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء (حکومت یوپی کو ارسال کیا گیا) (د) بحوالہ خط نمبر ۴۰۷، مورخہ ۱۴ جولائی ۱۸۸۸ء (حکومت سی پی کو ارسال کیا گیا) (ہ) بحوالہ خط نبر ۳۲، مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۸ء (حکومت بمبئی کو ارسال کیا گیا) وغیرہ وغیرہ

کے بیانات سے ہوتی ہے، ورنہ ایسے بیانات نا قابل اعتبار سمجھے جاتے اور شاید شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ مگر اب تاریخی حقائق کی روشنی میں روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ غیرمقلدین کو ''اہل حدیث'' نام انگریزوں نے دیا ہے۔ ۱۸۵۷ء سے پہلے اس نام کا مسلمانوں میں کوئی فرقہ نہ تھا۔

۱۶۔ ہم نے علمی اور تاریخی حقائق غیر جانبداری کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں، اب آپ خود اپنی عقل اور ضمیر سے یہ بات پوچھیں۔

☆جو فرقہ انتہائی اقلیت میں ہو

☆جس نے انگریزوں کی حمایت کی ہو

☆جو مسلمانوں کی حکومت سے انگریزوں کی حکومت کو اچھا سمجھتا ہو

☆جس کا نام ہی انگریزوں نے رکھا ہو

☆ جو سواد اعظم سے بیر رکھتا ہو، جس کی پیروی کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اس کو مشرک کہنے سے بھی دریغ نہ کرتا ہو۔(۵۱) وہ حق پر ہے یا وہ جماعت حق پر ہے؟

☆جو انتہائی اکثریت میں ہو

☆ جس نے کبھی انگریزوں کی حمایت نہ کی ہو

☆ جو انگریزوں کی حکومت سے مسلمانوں کی حکومت کو اچھا سمجھتی ہو

☆ جس کا نام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اہل السنہ الجماعہ'' رکھا ہو۔

☆ جو خود ملت اسلامیہ کا سواد اعظم ہو

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ سے محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپ کا ہر حکم مانیں، آپ نے فرمایا اگر کسی مسئلے میں الجھ جاؤ تو دل سے فیصلہ طلب کیا کرو(۵۲) ہاں، دل کیا کہتا ہے؟ دل کی سنیں اور اسی پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وحدیث سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

(۵۱) A Glossary of the tribes, lahore, 1978, Vol,II P.8

(۵۲) (ا) سنن الدارمی، ج ۲ ص ۲۳۶، بیروت (ب) مسند الامام احمد، ج ۴، ص: ۲۲۸، مکہ مکرمہ (ج) عین العلم، ص ۲۱، پشاور ۱۲۷۹ھ